JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 16, Issue: 01, Jul – Dec 2022

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

فہم قرآن میں سائنسی شواہد کی حیثیت کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Status of Scientific Evidence in Understanding the Qur'an

Miss. Rubeena Shaheen*
M.Phil Scholar & Elementary School Teacher
Government Girls Sigh School ,98 N.B Sargodha
Dr. Hafiz Jamshed Akhtar**
Lecturer, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan.

ABSTRACT

This is the last revelation of the Qur'an revealed on the Prophet Muhammad (PBUH). The revelation which was started by prophesying to Adam. The Torah, the Psalms, the Gospels and the Quran are more prominent in the holy books of heavenly religions. With the development of world-class sciences and the emergence of new scientific facts, many of the statements made by the earlier modern books have been rejected by scientific evidence. There has also been a clash between sciences and religions. After the sixteenth century, science has gradually adopted its importance. And the church has not been the place that Christianity has been in its previous peak. What is important in this regard ís that the Qur'anic revelation is not relevant to science despite its importance, rather the Qur'an focuses on research and scientific evidence is helpful in understanding the Qur'an. However, some Muslim scholars have confusion with scientific evidence in the Quran. From the article below, the views of the legalists and the unbelievers are explained in detail so that the scholars and the public can be guided in adopting this modern style of Quran understanding.

Keywords: *revelation of the Qur'an, Prophet Muhammad (PBUH)., development of world, sixteenth century, Quran understanding*

تمہید

انسان جب روئے زمین پر وارد ہوا تو اس نے اپنے گرد وپیش کے ماحول کا جائزہ لینا شروع کیا۔ اسے کائنات میں متعدد حوادث وواقعات رونما ہوتے نظر آئے جن کے اسباب وعلل جاننے کے لیے وہ مضطرب ہو گیا۔ اس نے ان واقعات کے پس پردہ کارفرما ہاتھ کو تلاش کرنے کے لیے سعی وکاوش کی مختلف راہیں اختیار کیں کبھی اس نے مافوق الفطرت ہستیوں کو ان کا ذمہ

CC BY

دار ٹھہرا کر ان کے مجسمے تراشے اور کبھی غور و فکر کی گہرائیوں میں کھو گیا نتیجہ میں کبھی کبھار وہ کسی واقعہ کے صحیح اسباب و علل تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا اور کبھی تحقیق و تجسّس کے صحراؤں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا رہ جاتا فکر انسانی کا یہ طویل ترین سفر ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک جاری ہے۔ حقائق کو جاننے کی جستجو اور معتبر طریقے سے سچائی کو جان لینا ہی سائنسی طریقہ کار ہے۔

سائنس اور اس کی اہمیت:

مختلف علماء نے سائنس کا مفہوم واضح کرنے کے لیے مختلف انداز سے تصریحات پیش کی ہیں۔ ڈاکٹر طفیل ہاشمی سائنس کو نظام فطرت کے باضابطہ مطالعہ کا نام دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ’’اصطلاح میں سائنس کا معنی محدود کر کے نظام فطرت کے ایسے علم کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے جو مشاہدہ اور تجربہ اور غور و فکر سے حاصل ہو۔‘‘[1] ڈاکٹر رفیع الدین سائنس کی تعریف یوں کرتے ہیں: ’’مشاہدہ سے دریافت ہونے والے نتائج یا علمی حقائق کو جب مرتب اور منظم کر دیا جاتا ہے تو اسے ہم سائنس کہتے ہیں۔‘‘[2]
ڈاکٹر فضل کریم کے بقول:

> ’’سائنس سے ہماری مراد کیا ہے؟ آسان اور مختصر الفاظ میں اس کے معنی ہیں تجرباتی علوم حکمت اگر مزید وضاحت کی جائے تو یہ فطری یا طبعی مظہر کا باقاعدہ علم یا ایسی سچائی Truth ہے جو مشاہدہ، تجربہ یا استقرائی منطق سے معلوم کی گئی ہو بالفاظ دیگر یہ طبعی حقائق کا وہ علم ہے جو مشاہدے اور تجربے سے حاصل ہو۔‘‘[3]

ڈاکٹر رفیع الدین مزید وضاحت کرتے ہیں کہ علم کے جس شعبہ کو ہم سائنس کہتے ہیں اس کا دوسرا نام علم کائنات ہے جس میں انسان کا علم بھی شامل ہے۔ سائنسی علوم کی کلید کائنات کے قدرتی حالات واقعات کا یا دوسرے لفظوں میں مظاہر قدرت کا مشاہدہ ہے جو ہمارے حواس خمسہ کے ذریعے سے عمل میں آتا ہے۔ سائنسدان کائنات کے مشاہدہ سے کچھ نتائج اخذ کرتا ہے پھر ان نتائج کو ایک قابل فہم تنظیم اور ترتیب کے ساتھ جمع کرتا ہے۔ ہر درست سائنسی نتیجہ کو ہم ایک مستقل علمی حقیقت، قانون قدرت سمجھتے ہیں۔ مشاہدہ سے دریافت ہونے والے نتائج یا علمی حقائق کو جب مرتب اور منظم کر لیا جاتا ہے تو اسے ہم سائنس کہتے ہیں۔[4] سائنس کا مقصد و اہمیت بیان کرتے ہوئے پروفیسر انور محمود ’’جو کہ طبعیات کے ماہر ہیں‘‘ لکھتے ہیں کہ ’’سائنس کا ایک جواز تو اس کا افادی پہلو ہے اس کی بدولت انسانی زندگی میں تکلیفوں کی کمی واقع ہوتی ہے اور راحتوں میں اضافہ ہوتا ہے اس کا دوسرا جواز ذہنی تسکین ہے ہم اپنے گرد و پیش میں رنگارنگ قدرتی مظاہر سے دوچار ہوتے ہیں اور انہیں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم جاننا چاہتے ہیں کہ واقعات و مظاہر آپس میں کیسے مربوط ہیں ہم ان کے مختلف سلسلوں کی گروہ بندی کر کے ان کی تشریح کرنا چاہتے ہیں، مختصراً یہ کہ ہم اس کائنات کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ سائنس ہمیں کائنات کے سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سائنس کا تعلق فطرت کے مظاہر سے ہے اور حقیقت ان مظاہر کی سطح کے نیچے مستور ہے۔ اس سے

سائنس کو کوئی سروکار نہیں۔ گویا مظاہر اور ان کے قانون سائنس کا موضوع ہیں اس کا تعلق ان مظاہر سے ہے حقیقت سے نہیں۔"[5]

ڈاکٹر محمود سڈنی کے الفاظ میں سائنس کا مقصد یہ جاننے کی کوشش ہے کہ کائنات اور یہ دنیا کیسے اور کسی سے بنی زندگی کس طرح پیدا ہوئی اور یہ کائنات کیلیئے کیسے کام کرتی ہے اس کے علاوہ یہ بھی مقصد ہوتا ہے کہ حیاتیاتی انواع اور انسان کی معاشرتی اور معاشی تنظیم بلکہ بحیثیت مجموعی پوری کائنات کا جائزہ لیا جائے اور اس کی اصلیت دریافت کی جائے تجربات کے بغیر خیال آرائی سے نتیجے اخذ ہوسکتے ہیں سائنس ذہن کو تحریک دیتی اور ابھارتی ہے منطقی استدلال کو قائم کرتی اور عقل کو جلا دیتی ہے۔ روایتی، رواجی ادعائی تعلیم اندھے بالغیب اعتقادات اور اسی طرح غیر سائنسی رویوں کی نفی کرتی ہے۔ سائنس منطقی استدلالی طور طریقے پر سوچنے اور سوال کرنے کی دعوت دیتی ہے۔[6] ڈاکٹر محمود مذکور مزید لکھتے ہیں کہ

> "جدید تمدن سائنس کی پیداوار ہے سائنس ہمیں اپنے ہم جنسوں اور مادی دنیا کے متعلق نئے نئے خیالات اور تصورات سے روشناس کراتی ہے عہد نو کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے قابل بناتی ہے سائنس کا مطالعہ ازبس ضروری ہے بڑے بڑے اداروں مثلاً تجارت، صنعت و حرفت بلکہ انسانی معاملات تک میں سائنس کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ انسانی رہائش کے لئے بہترین جگہ بنانے میں دنیاوی مسائل کو سائنسی بنیادوں پر حل کرنا کافی مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔"[7]

الغرض سائنسی طریق کار حقائق کی دریافت اور تصدیق کا ایک معتبر طریقہ ہے جس کی افادیت جس طرح بنیادی سائنسز میں مسلّم ہے اس طرح یہ طریقہ کار حقائق کو پرکھنے کے لئے معاشرتی علوم میں بھی معتبر ہے۔ سائنس کو عام طور پر طبعی علوم یا مظاہر فطرت کے مطالعے سے منسلک کیا جاتا ہے مگر اس میں وسعت پیدا کرتے ہوئے اسے حقائق کو جاننے اور پرکھنے کے لیے عمومی طور پر قابل اعتماد طریق قرار دیا جاسکتا ہے۔

فہم قرآن کے لیے عقل واستدلال اور جدید علوم کی اہمیت:

اسلام اندھادھند تقلید کا قائل نہیں۔ قرآن میں غوروفکر، سمجھ بوجھ اور عقل کے استعمال پر جتنا زور دیا کسی اور مذہب میں اس کی دلیل نہیں ملتی۔ ارشاد ربانی ہے: "اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا "[8] "تو کیا وہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے اور اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔" حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ قرآن کو غور وفکر، تامل وتدبر سے پڑھیں اس سے اعراض نہ کریں بے پرواہی نہ برتیں ا،س کے مضبوط مضمون اس کے حکمت سے بھرے احکام، اس کے فصیح وبلیغ الفاظ کو سوچیں۔ ساتھ ہی خبر دیتا ہے کہ یہ پاک کتاب اختلاف، اضطراب، تعارض اور تضاد سے پاک ہے اس لئے کہ حکیم وحمید خدا کا کلام ہے اور وہ خود حق ہے اور اسی طرح اس کا کلام بھی سراسر حق ہے۔[9]

سورہ محمد میں ارشاد ہے: ''اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا''[10] "تو کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا کچھ دلوں پر ان کے قفل پڑے ہوئے ہیں" سورہ آل عمران میں زمین و آسمان کی تخلیق اور دن رات کے بارے میں فرمایا: ''اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَاب''[11] "بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلنے میں عقل والوں کے لئے یقینا بہت سی نشانیاں ہیں۔" اہل عرب قرآن کے اولین مخاطب تھے۔ ان کے استعمال یا جن چیزوں کو وہ جانتے اور سمجھتے تھے ان کی مثالیں قرآن مجید میں دی گئی ہیں۔ اونٹ ان کے ہاں بہت زیادہ قیمتی سرمایہ سمجھا جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَت''[12] "تو کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے پیدا کئے گئے ہیں"

عرب گنجان آباد نہیں بلکہ یہاں لق ودق صحرا پایا جاتا تھا۔ ان کی صحرائی زندگی میں پاؤں کے نیچے زمین اور سر پر آسمان ہوتا تھا۔ اس لئے قرآن مجید کی اکثر آیات میں مختلف انداز میں زمین و آسمان کا تذکرہ ملتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "والی السماء کیف رفعت"[13] "اور آسمان کی طرف دیکھتے کہ وہ کو کیسے بلند کیا گیا"

مختلف نعمتوں (پھلوں) کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> ''وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ'' مُّتَجٰوِرٰت'' وَّجَنّٰت'' مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْع'' وَّنَخِيْل'' صِنْوَان'' وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ قف وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْن''[14]
>
> "اور زمین میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے مختلف ٹکڑے ہیں اور انگوروں کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت اور ایک تنے والے جنہیں ایک ہی پانی سے سیر اب کیا جاتا ہے۔ اور ہم ان میں بعض کو پھل میں بعض پر فوقیت دیتے ہیں بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے یقینا بہت سی نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں"

شہد جو کہ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت خوش ذائقہ نعمت ہے اس میں کئی بیماریوں کی شفاء ہے۔ شہد اور اس کی مکھیوں کے بارے میں فرمایا: ''وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ o ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَاب مُّخْتَلِف اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآء'' لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ''[15] "اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ کچھ پہاڑوں میں سے گھر بنا اور کچھ درختوں میں سے اور کچھ اس میں سے جو چھپر بناتے ہیں۔ پھر ہر قسم کے پھولوں سے کھا۔ پھر اپنے رب کے راستوں پر چل جو مسخر کئے ہوئے ہے ان کے پیٹوں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جس کے رنگ مختلف ہیں۔ اس میں لوگوں کے لئے ایک قسم کی شفاء ہے۔ بلاشبہ اس میں لوگوں کے لئے یقینا ایک نشانی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں"

ہارون یحییٰ کے بقول: شہد انسانی زندگی کے لئے ایک بنیادی خوراک کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر بہت کم لوگ ہوں گے جو اس شہد کی مکھی کے پیدا کرنے والے کی غیر معمولی خوبیوں سے واقف ہوں۔ شہد کی مکھی کی خوراک پھولوں کا رس جو موسم سرما میں

نہیں ملتا اسی وجہ سے موسم گرما کے دوران حاصل شدہ رس میں اپنے جسم کی خاص رطوبتیں ملا دیتی ہیں۔ اور پھر ایک نئی غذائیت بخش شے بناتی ہیں جسے شہد کہتے ہیں وہ اسے آنے والے موسم سرما کے مہینوں کے لئے ذخیرہ کر لیتی ہے۔[16]

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مذکورہ آیات میں شہد کی کارکن مکھی کے لئے یعنی جو مکھی شہد جمع کرتی ہے اس کے لئے فاسلکی اور کھلی جو صیغہ استعمال کیا گیا ہے وہ مونث ہے گویا کارکن مکھی ہمیشہ مادہ ہی ہو گی۔ جبکہ سائنس کی بے خبری کا یہ عالم تھا کہ شیکسپیئر کے عہد تک لوگوں کو گمان تھا کہ شہد جمع کرنے کی ذمہ دار نر مکھیوں کے سپرد ہے اور ان کا ایک بادشاہ ہوتا ہے جب کہ درحقیقت یہ فورس مادہ مکھیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور وہ ہدایات کے لئے اپنی ملکہ کی طرف رجوع کرتی ہیں۔ گویا شہد کی مکھیوں کی دنیا پر حکمرانی ہمیشہ کے لئے ملکہ کا اعزاز ہے نہ صرف ملکہ کے لئے 'شوہر'' کا کردار ادا کرتا ہے۔ سائنس کی ان حقائق تک رسائی قرآن مجید کے انکشاف کے سینکڑوں سال بعد ہوئی۔ نامور محقق وان فرش (Von Frisch) کو 1973ء میں شہد کی مکھیوں کے طرز حیات اور گفتگو کے نظام پر تحقیق کے اعتراف میں نوبل پرائز دیا گیا۔ شہد کی مکھی کوئی نیا باغ دریافت کرکے واپس آئے تو ساتھی مکھیوں کے سامنے اس کے محل وقوع کو تفصیل سے بیان کرتی ہے جسے شہد کی مکھی کا رقص کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی تفصیلات بتاتے ہوئے جسمانی حرکات وسکنات سے مدد لیتی ہے۔ یہ تفصیلات بیسویں صدی کے آخری سہ ماہی میں سائنس نے دریافت کیں جب کہ شہد کی مکھی کے طرز زندگی کا تفصیلی تذکرہ قرآن مجید میں چودہ صدیوں سے موجود ہے۔[17]

سائنس آج ہمیں یہ بتا رہی ہے کہ شہد میں زخموں کے اندمال کی خصوصیات پائی جاتی ہیں اور یہ اچھے اینٹی سیپٹک کے طور پر کام کرتا ہے۔ جب کہ اس حقیقت کو آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال قبل قرآن حکیم نے آشکارا کر دیا تھا۔ فرمان الٰہی ہے: ''یَخۡرُجُ مِنۡ بُطُوۡنِهَا شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ فِيۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاس''[18] ''اس مکھی (پیٹ کے) اندر سے رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا ہے جس میں انسانوں کے لئے شفاء ہے''

شہد میں ایک منفرد خصوصیت یہ ہے کہ یہ زخموں کو قدرے نم رکھتا ہے۔ جس سے زخم ٹھیک ہونے کے بعد جسم پر بدنما داغ نہیں پڑتا۔ اس کے علاوہ شہد کئی قسم کی الرجی میں بھی اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ سائنس نے بعد از طویل تحقیق ہمیں آج جو کچھ بتایا قرآن میں چودہ سو سال سے موجود ہے۔ آخر اس وقت کون سی سائنس تھی جس نے یہ انکشاف کیا۔[19]

اللہ تعالیٰ مظاہر قدرت میں غور کرنے کی بار بار دعوت دیتے ہیں۔ سورہ الجاثیہ میں ہے:

''اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝ وَفِيۡ خَلۡقِكُمۡ وَمَا يَبُثُّ مِنۡ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ رِّزۡقٍ فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَتَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ''[20]

''بلاشبہ آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لئے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور تمہارے پیدا کرنے میں اور ان جاندار چیزوں میں جنھیں وہ پھیلاتا ہے ان لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جو یقین رکھتے ہیں۔ اور رات اور دن کے بدلنے میں اور اس رزق میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا پھر اس کے ساتھ زمین

کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیا اور ہواؤں کے پھیرنے میں ان لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں"

حافظ عماد الدین ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو ہدایت فرماتا ہے کہ وہ قدرت کی نشانیوں میں غور و فکر کریں۔ خدا کی نعمتوں کو جانیں اور پہنچانیں پھر ان کا شکر بجالائیں۔ دیکھیں کہ خدا کتنی بڑی قدرتوں والا ہے جس نے آسمان و زمین اور مختلف قسم کی تمام مخلوق کو پیدا کیا فرشتے جن وانسان چوپائے، پرند جنگلی جانور، درند، کیڑے، پتنگے سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ سمندر کی بے شمار مخلوق کا خالق بھی وہی ایک ہے۔ دن کو رات کے بعد رات کو دن کے پیچھے وہی لا رہا ہے رات کا اندھیرا دن کا اجالا اسی کے قبضے کی چیزیں ہیں۔ حاجت کے وقت اندازے کے مطابق بادلوں سے پانی وہی برساتا ہے۔ رزق سے مراد بارش ہے اس لئے کہ اسی سے کھانے کی چیزیں اگتی ہیں۔ خشک بنجر زمین سر سبز وشاداب ہو جاتی ہے اور طرح طرح کی پیداوار اگاتی ہے شمالی جنوبی پروا پچھوا تر وخشک کم و بیش رات اور دن کی ہوائیں وہی چلاتا ہے بعض ہوائیں بارش کو لاتی ہیں بعض بادلوں کو پانی والا کر دیتی ہیں بعض روح کی غذا بنتی ہیں اور ان کے سوا اور کاموں کے لئے چلتی ہیں پہلے فرمایا کہ اس میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں پھر یقین والوں کے لئے فرمایا پھر عقل والوں کے لئے یہ ایک عزت والے حال سے دوسرے عزت والے حال کی طرف ترقی کرتا ہے۔ اسی کے مثل سورہ بقرہ کی آیت ان فی خلق السموات والارض ہے۔[21]

ڈاکٹر محمد رفیع الدین اپنی کتاب قرآن اور علم جدید میں یوں رقم طراز ہیں:

"آج ہم یورپ اور مغرب کو ہی عقل سائنسی اور ٹیکنالوجی کا منبع سمجھتے ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا جبکہ اسلام یک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس میں وہ کشش اور جاذبیت موجود ہے جو حق و صداقت کا خاصہ ہے تو مغرب کے غلط فلسفیانہ تصورات نے اس کشش اور جاذبیت پر مخالفانہ اثر ڈالا ہے کہ ایک طرف تو ہم اسلام کی غلط تعبیر کر کے اسے ایک غلط نظریہ حیات بتاتے رہے ہیں اور اس کی کشش اور جاذبیت کو اپنے ہاتھوں سے ختم کرتے رہے ہیں اور دوسری طرف سے مغرب کے غلط فلسفیانہ تصورات کے اندر بھی ایک پہلو حق و صداقت کا ہے جو ہمیں کشش کر تا رہا ہے اور جیسے ہم اسلام کی اس غلط تعبیر کے اندر جیسے ہم اسلام سمجھتے رہے ہیں نہیں پاتے رہے اور لہٰذا ان تصورات کے مقابلے میں اسلام سے نفرت کرتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین کے مطابق اسلام کی غلط تعبیر دو طرح سے ہوتی ہے۔

اول: یہ کہ ہم بعض غلط باتوں کو حالانکہ تمام غلط باتیں در حقیقت اسلام سے غیر ہیں اور اسلام ان سے بیزار ہے۔ صداقتیں سمجھ کر اسلام کے اندر داخل کرتے جائیں۔ اس طریق سے اسلام کی جو غلط تعبیر آج تک ہوتی رہی ہے ہم ساتھ ساتھ اس کا ازالہ کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا مجموعی طور پر اس قسم کی غلط تعبیر ہمارے انحطاط کا موجب نہیں ہوتی۔

دوم: یہ کہ ہم بعض علمی صداقتوں کو (حالانکہ تمام علمی صداقتیں در حقیقت اسلام کا جزو ہیں اور اسلام ان کو اپناتا ہے) غلط باتیں سمجھ کر اسلام سے جدا کرتے جائیں۔"[22]

ہم مدت سے فلسفہ اور سائنس کی ان صداقتوں کے ساتھ جو دور حاضر میں منکشف ہوئی ہیں یہی برتاؤ کر رہے ہیں اور اس دوسرے طریقے سے اسلام کی جو غلط تعبیر ہوئی ہے ہم آج تک اس کا ازالہ نہیں کر سکے۔ بلکہ یہ تعبیر روز بروز اور زیادہ غلط ہوتی

جارہی ہے۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ ہمارے علمائے دین حالات کی مجبوریوں کی وجہ سے علم جدیدہ سے نابلد رہے ہیں۔ اور دوسری یہ ہے کہ "لن تضلوا ما تمسکتم بھما" اور "حسبنا کتاب اللہ" اور "ما انا علیہ واصحابی" ایسی روایات کا مطلب وہ یہ سمجھتے رہے ہیں کہ اسلام ایک جامد، محدود اور متحجر نظریۂ حیات ہے۔ بلاشبہ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں بھی قرآن موجود تھا لیکن صحابہ کرام ان علمی صداقتوں اور حقیقتوں سے انکار نہیں کرتے تھے۔ جو آج دریافت ہوئی ہیں اور نہ ہی ان کو اسلام سے منہا کرتے تھے کیوں کہ یہ صداقتیں لفظاً انکے سامنے موجود ہی نہیں تھیں اور معناً وہ نہ صرف ان علمی صداقتوں پر بلکہ ان تمام علمی صداقتوں پر ایمان رکھتے تھے جو قیامت تک دریافت ہو سکتی ہیں کیونکہ یہ تمام صداقتیں معناً قرآن کے اندر موجود ہیں۔ اس لئے اس کا انکار سے قرآن کے مفہوم اور مطلب میں بگاڑ آجاتا ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے:

"الكلمة الحكمة ضالة المومن حيث ما وجدها فهو احق بها"[23]

"حکمت کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے جہاں مل جائے وہ اس کا زیادہ حق دار ہے"

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم طبعیات، حیاتیات، نفسیات اور فلسفہ کے ان تمام قدیم و جدید حقائق کو بھی قابل توجہ سمجھیں جو روح قرآن کی تائید کرتے ہیں یا اس سے مطابقت رکھتے ہیں یا اس کی مخالفت نہیں کرتے اور خود بھی علمی مسلمات کا درجہ رکھتے ہیں۔
فہم قرآن کے لیے سائنسی شواہد کے استعمال کی حیثیت کے بارے میں اہل علم کے درمیان مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ کچھ لوگ سائنسی شواہد کو جائز قرار دیتے ہیں اور کچھ ناجائز قرار دیتے ہیں۔ ذیل میں ہم سائنسی شواہد جائز اور ناجائز قرار دینے کا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں۔

1۔ جائز قرار دینے والوں کا نقطہ نظر:

"مولانا شہاب الدین ندوی لکھتے ہیں کہ اس موقع پر حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ یورپ کو سائنس کے میدان میں بام عروج تک پہنچنے کے لیے لاکھوں آدمیوں کی قربانی دینی پڑی، جو کلیسا (چرچ) اور سائنس کی کش مکش کا ایک طویل اور خونی باب ہے مگر اسلام کی تاریخ اس قسم کی کسی آزمائش اور عبرتناک داستان سے آشنا نہیں ہے کیونکہ اسلام عیسائیت کی طرح تجربے و مشاہدے کا دشمن اور علم کا گلا گھوٹنے والا نہیں، بلکہ علم و تجربے کو پروان چڑھانے والا تھا"[24]

شہاب الدین ندوی مزید لکھتے ہیں یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ یورپ کی نشاۃ ثانیہ کی ساری ترقیاں قرونِ وسطیٰ کے مسلمانوں کے تجربات و مشاہدات اور بلند پایہ تحقیقات کا نتیجہ تھیں، جو یونانی طرزِ فکر سے بنیادی طور پر مختلف ہے لہٰذا مسلمان فکر یونان سے سیراب ہونے کے باوجود ارسطو اور دیگر حکمائے یونان کے مقلد جامد نہیں تھے۔ بلکہ انہوں نے قرآنی فکر اور اس کے منشا کے مطابق بہت جلد تجربات و مشاہدات کا سلسلہ شروع کر کے جدید سائنس کی داغ بیل ڈالی اور ایک بالکل ہی نئے عہد کا آغاز کیا۔ قرآن حکیم دنیا کا پہلا صحیفہ ہے جو غلط نظریات و مفروضات اور تقلید پرستی کی سخت مذمت کرتے ہوئے نظام کائنات سے استدلال کرتا ہے اور زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے، ابر، ہوا، پہاڑ اور مختلف حیوانات و نباتات وغیرہ تمام مظاہر فطرت کا بغور مطالعہ و مشاہدہ کرنے کی پرزور انداز میں اور مختلف طریقوں سے تاکید کرتا ہے۔[25]

پروفیسر ڈاکٹر ایم اے عظیم اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ سائنس کا علم سیکھیں جس ملک میں سائنسدان زیادہ ہوں گے وہ ملک زیادہ ترقی کرے گا وہاں صنعت و حرفت کا دور دورہ ہو گا اور وہاں کے لوگ خوشحال زندگی بسر کریں گے۔ مسلمانوں کے لیے بھی سائنس کا علم اس لئے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کے دقیق مسائل سمجھنے میں آسانی ہو گی اور کائنات قدرت کے کئی رموز اس پر منکشف ہو جائیں گے جس سے وہ خالق حقیقی کو اچھی طرح پہچان سکے گا۔ مزید لکھتے ہیں مسلمانوں کو سائنس کا علم پڑھنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ دنیاوی ترقی کے ساتھ ساتھ وہ اپنی آخرت کو بھی سنوار لیں کیونکہ سائنس کا علم پڑھنے سے قرآن شریف میں بیان کیے ہوئے کائنات کے سربستہ رازان پر منکشف ہو جائیں گے۔ پروفیسر عظیم مرحوم کے مضامین قرآن مجید کی آیات کی سائنسی تشریح و تفسیر کا ایک نمونہ ہیں۔ انہوں نے مختلف سائنسی ایجادات کو قرآن کے افکار کے ساتھ منطبق کر کے قرآن کی حقانیت کو ثابت کیا ہے۔ آخرت کا انکار ہمیشہ سے لوگ کرتے رہے ہیں۔ مشرکین مکہ بھی حیات بعد الممات کے منکر تھے پروفیسر عظیم صاحب نے اس سائینٹیفک دور کے حوالے سے یہ ثابت کیا ہے۔ اب حیات بعد الممات یا آخرت کے انکار کی گنجائش نہیں۔[26]

ڈاکٹر ذاکر نائیک کے بقول قرآن پاک میں بیان کردہ سائنسی حقائق کو محض اتفاقی مطابقت قرار دینا "Common sense" اور خالص سائنسی طرز فکر کے خلاف ہو گا۔ دراصل سائنس قرآن مجید کے اس دعوے کی تصدیق کرتی ہے کہ:

> سَنُرِيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا فِى الۡاٰفَاقِ وَفِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُ الۡحَـقُّ ؕ اَوَلَمۡ يَكۡفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ[27]"
>
> "عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں دنیا کے کناروں میں اور ان کے نفسوں میں دکھائیں گے، یہاں تک کہ ان کے لیے واضح ہو جائے کہ یقیناً یہی حق ہے اور کیا تیرا رب کافی نہیں اس بات کے لیے کہ بے شک وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔"

قرآن مجید آل عمران کی اس آیت میں تمام انسانوں کو کائنات کی تخلیق پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ ''اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى الۡاَلۡبَابِ ''[28] "بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے بدلنے میں عقلوں والوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔" قرآن مجید کے سائنسی شواہد واضح طور پر اس کے الہامی ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔ چودہ سو چوالیس برس پہلے کوئی بھی انسان ایسی کتاب تحریر نہیں کر سکتا تھا جو اس قدر عمیق سائنسی حقائق کی حامل ہو۔ ڈاکٹر ذاکر صاحب نے ایک مناظرے کے دوران اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ کیا قرآن سائنسی تبدیلیوں کی عکاسی کے لیے ہمیشہ تبدیل ہوتا رہے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ تسلیم شدہ سائنس الٹے پاؤں نہیں پھر سکتی، لیکن غیر تسلیم شدہ سائنس جیسے قیاس اور نظریات الٹے پاؤں پھر سکتے ہیں۔ پس ہمیں حد سے نہیں بڑھنا چاہیے اور جدید سائنس کی ہر بات کو ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے، ہمیں احتیاط کے ساتھ پرکھنا چاہیے کہ بات تسلیم شدہ ہے، غیر تسلیم شدہ اگر یہ ثابت شدہ

ہے، الحمدللہ، سائنسی ثبوت کے ساتھ تو قرآن کبھی اس کے خلاف نہیں ہوگا۔ اگر یہ قیاسی ہے تو ٹھیک بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی۔[29]

ڈاکٹر ذاکر نائیک سے پوچھا گیا کہ کیا اسلام میں کچھ تضادات ہیں، اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ اسلام کے بارے میں قرآن کی سورۃ النساء کی آیت 82 میں بیان ہے۔ ”کیا وہ قرآن کو غور سے نہیں سمجھتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سے تضادات پائے جاتے“ یعنی اسلام (قرآن) میں کوئی ایک بھی تضاد نہیں ہے۔ رہی بات بائبل میں مزید تضادات کی تو اس کے لیے 5 منٹ ناکافی ہوں گے حتی کہ اگر مجھے 5 دن ہی دیئے جائیں تب بھی مشکل ہے تاہم چند ایک کا تذکرہ کروں گا 2nd kings 8:26 میں بیان ہے کہ Ahezia بائیس سال کا تھا۔ جب اس نے حکمرانی شروع کی۔ 2nd chronicle 22:2 کہتی ہے کہ وہ 42 سال کا تھا جب اس نے حکمرانی شروع کی۔ 22 سال کا یا 42 سال کا؟ ریاضیاتی تضاد۔ مزید برآں 2nd chronicles 21:20 میں بیان ہے کہ ”Ahezia, jooram“ کے باپ نے 32 سال کی عمر میں حکمرانی شروع کی اور آٹھ سال تک حکومت کی اور وہ 40 سال کی عمر میں مرا۔ فوراً بعد Ahezia 42 سال کی عمر میں نیا حکمران بنا۔ باپ چالیس کی عمر میں مرا فوراً بیٹا حکومت سنبھالتا ہے جس کی عمر 42 سال ہے ایک باپ بیٹے سے دو سال کیسے بڑا چھوٹا ہو سکتا ہے۔ ہالی وڈ کی فلم میں بھی ایسا نہیں ہو سکا۔ Gospel of mathew 1:16 میں یسوع کے نسب کا تذکرہ ہے اور luke 3:23 میں بھی کہ ”یسوع کا باپ جو کہ joseph ہے، اس کا باپ jacob تھا Mathew 1:16 اور lacke 3:31 ”یسوع کا باپ joseph اسکا باپ Hailey تھا کیا یسوع کے باپ joseph کے دو باپ تھے؟ آپ ایسے شخص کو کیا کہتے ہیں۔ جس کے دو باپ ہوں کہ jacob تھا یا Hailey؟ بالکل واضح تضاد ہے اس قسم کے ریاضیاتی تضادات اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ بائیبل غیر سائنسی کتاب ہے اگر سائنسی ہوتی تو تضاد نہ ہوتا۔[30]

مذاہب اور سائنس کے مابین تعلق کے بارے میں موریس بکایئے کہتے ہیں کہ مذہب اور سائنس کے مابین تعلق کسی ایک جگہ یا ایک وقت ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہا ہے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ کسی توحید پرست مذہب میں کوئی ایسی تحریر نہیں ہے جو سائنس کو رد کرتی ہو تاہم عملاً یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ بعض فرقوں کے مذہبی مقتداؤں سے سائنسدانوں کے نمٹنے میں بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عیسائی دنیا میں صدیوں تک، زیر غور مقتدی سائنسی ترقیات کی مخالفت کرتے رہے۔ موریس بوکایئے مزید لکھتے ہیں کہ اس وقت ایک دوسرے نازک واقعہ کو لیتے ہیں وہ یہ کہ قرآن جہاں ہمیں سائنس کو ترقی دینے کی دعوت دیتا ہے وہاں اس میں قدرتی حوادث سے متعلق بہت سے مشاہدات و شواہد ملتے ہیں اور اس میں ایسی تشریحی تفصیلات موجود ہیں جو جدید سائنسی مواد سے کلی طور پر مطابقت رکھتی ہیں۔ یہودی، عیسائی تنزیل میں اس جیسی کوئی بات نہیں ہے۔[31]

بوکایئے آگے لکھتے ہیں۔ ان سائنسی خیالات نے جو قرآن کے ساتھ زیادہ خصوصیات رکھتے ہیں شروع میں مجھے بے انتہا محو حیرت کر دیا۔ اس وقت تک میں نے یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ ایسی تحریر میں جو تیرہ صدیوں سے زیادہ عرصہ پہلے مرتب ہوئی تھی اور

جس میں انتہائی مختلف النوع مضامین بیان ہوئے ہیں۔ میرے لئے یہ ممکن ہو گا کہ میں اتنے بہت سے بیانات ڈھونڈ نکالوں گا اور وہ سب جدید سائنسی معلومات سے کلی طور پر ہم آہنگ ہوں گے۔[32]

مسلمان مفسرین میں کچھ ایسے مفسر بھی ہیں جنہوں نے سائنسی بنیادوں پر قرآن کی تفسیر لکھیں۔ ان میں سر فہرست نام مصر کے علامہ طنطاوی جوہری مصری کا ہے۔ شیخ طنطاوی بن جوہری 1287ھ مطابق 1870 عیسوی میں پیدا ہوئے اور 1358ھ مطابق 1940 عیسوی میں وفات پائی۔[33] اس کتاب کے سبب تالیف کے سلسلے میں شیخ طنطاوی کا اپنا بیان ہے کہ وہ خلقۃً ہی عجائب کونیہ اور قدرتی مناظر کے حسن وجمال کے دلدادہ تھے بزعم وخویش انہوں نے جب ملت اسلامیہ اور اس کے دینی تعلیمات میں فکر و تامل سے کام لیا تو ان پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ عصر حاضر کے اکثر عقلا و علماء دینی حقائق سے اعراض کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ بقول ان کے جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں سے ایسے لوگ انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں جنہوں نے تخلیق عالم اور اس میں ودیعت کردہ اسرار و عجائب پر کبھی غور کرنے کی زحمت گوارا کی۔ موئلف اس تفسیر کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میرا مقصد و منشایہ ہے کہ خداوند کریم اس تفسیر کی بدولت لوگوں کے سینوں کو کھول دے اور ان کو ہدایت عطا کرے۔ لوگوں کی آنکھوں پر جو پردے پڑے ہیں وہ اٹھ جائیں اور وہ عجائبِ قدرت کو سمجھنے لگیں میں پر امید ہوں کہ مسلمان میری ہموار کردہ راہ پر گامزن ہو کر اس قسم کی تفسیریں لکھنے لگیں گے۔ یہ تفسیر زیورِ قبولیت سے آراستہ ہو گی اور مشرق و مغرب میں ذوق و شوق کے ساتھ پڑھی جائے گی۔ توحید پرست نوجوان عجائب اراضی وسماوی کے دلدادہ ہو جائیں گے اور اس طرح ان کی تہذیب وثقافت کو ترقی نصیب ہو گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ملتِ اسلامیہ میں سے ایسے نوجوان اٹھیں گے جو طب، زراعت، معدنیات، ریاضی فلکیات اور دیگر علوم کے میدانوں میں فرنگیوں سے بھی سبقت لے جائیں گے۔[34]

امام طنطاوی کے اس موئقف پر کہ قرآن حکیم علوم جدیدہ کا جامع ہے۔ اکثر علماء نے نقد و جرح کی ہے اس کا احساس ہر اس شخص کو ہوتا ہے جو اس تفسیر کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے۔ کہ اہل علم نے اس انداز تفسیر کو بنظر استحسان نہیں دیکھا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب کی حکومت نے اس کتاب پر پابندی عائد کر دی تھی اور اس کا داخلہ حدودِ مملکت میں ممنوع قرار دیا تھا۔ اس تفسیر کے عمیق مطالعہ سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ مولف دیگر متداول تفاسیر کی طرح پہلے کسی آیت کی مختصر لفظی تفسیر کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد علمی بحث کا آغاز کرتے ہیں جس کو بہت طوالت دیتے ہیں اور اپنی اصطلاح میں اس کا نام لطائف یا جواہر رکھتے ہیں۔ اس بحث میں وہ عصرِ حاضر کے علمائے مشرق و مغرب کے افکار و نظریات بیان کرتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد اہل اسلام اور غیر مسلموں کو یہ تاثر دینا ہے کہ جو علوم آج کل ایجاد کیے جارہے ہیں، قرآن کریم نے صدیوں پہلے لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا۔[35] اس تفسیر کے متعلق بعض علماء کا کہنا ہے کہ:

> "یہ زمانہ حال کی تصنیف ہے مصنف نے اپنی اس تفسیر میں عام تفسیری مباحث کو مختصر اً لیا ہے اور ایسے مسائل پر جو زمانہ حاضر سے تعلق رکھتے ہیں تفصیلا بحث کی ہے لیکن انہوں نے پوری ذہنی طاقت زمانہ عصر کے ترقی یافتہ سائنسی علوم پر صرف کی ہے انسانی جسم اس کی ساخت اور باریکیوں، نباتات، ان کی مختلف

اقسام اور سائنس کے دوسرے شعبوں کی بنیادی معلومات کو انہوں نے سائنس کی کتابوں میں لکھنے کی بجائے تفسیر قرآن لکھ دیا ورنہ ان مضامین کا تعلق تفسیر ہر گز نہیں ہے۔"[36]

الغرض مصنف قرآنی آیات کی مختصر لفظی تفسیر کے بعد مختلف ابحاث علمیہ مشہورہ میں داخل ہو جاتے ہیں جن کو مصنف لطائف وجواہر کا نام دیتے ہیں۔ یہ تفسیر سائنسی علوم، علوم کونیہ اور طبعی معلومات سے بھری پڑی ہے۔

2۔ منکرین کا نقطہ نظر:

جس طرح بہت سے علماء فہم قرآن میں سائنسی شواہد کو جائز قرار دیتے ہیں اسی طرح کچھ اس کے مخالف بھی ہیں۔ ان کا نقطہ نظر ہے کہ قرآن مجید سائنس کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ نشانیوں، براہین دلائل اور آیات کی کتاب ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ سائنس بہت دفعہ "یوٹرن" لیتی ہے۔ سید قطب فرماتے ہیں عقل اور سائنس کی رسائی اپنے مخصوص دائرہ میں بھی صرف جزئی علم اور ایسے نتائج تک ہے جو آخری قطعی اور مطلق نہیں قرار دیے جاسکتے کیونکہ علم کی ترقی کے ساتھ ساتھ ان میں ترمیم واضافہ، توسیع وتحدید اور تبدیلی کی گنجائش باقی رہتی ہے وہ لکھتے ہیں:

"مشاہدہ وتجربہ یہ دونوں وسائل اپنی نوعیت کے اعتبار سے جزئی ہیں یہ نہ آخری ہیں نہ اپنے نتائج کے اعتبار سے مطلق اگرچہ مدت ہائے دراز میں بسا اوقات یہ کلی قوانین کے بعض گوشوں کی طرف رہنمائی کر دیتے ہیں لیکن پھر یہ انکشاف جزئی صداقت کا حامل بن کر رہ جاتا ہے۔ نہ آخری ہوتا ہے نہ مطلق۔ اس لیے کہ ان قوانین کے مابین ہم آہنگی کا راز قدرت کا وہی راز ہے جو دوسرے جملہ قوانین میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ یہ راز برابر پوشیدہ رہتا ہے۔ جزئی اور اضافی مشاہدہ اس تک نہیں پہنچ سکتا خواہ کتنا ہی زمانہ گزر جائے یقیناً اس سیاق میں زمانہ فیصلہ کن عنصر نہیں ہے یہ تو محض ایک حد کا نام ہے جو انسان کے لیے مقرر کر دی گئی ہے تکوینی طور پر اور کائنات میں اپنے دور کے لحاظ سے یہ دور جزئی اضافی ہے اس زمین پر پوری نوعِ انسانی کو جو مدت وقت ملی ہے وہ ہی اپنے دور کے لحاظ سے جزئی اور محدود ہے۔ اس طرح علم و معرفت کے تمام وسائل اور وہ تمام نتائج جن تک انسان ان وسائل کے ذریعہ پہنچ سکتا ہے۔ اس جزئی اور اضافی دائرہ میں محصور ہو کر رہ جاتے ہیں۔"[37]

سید قطب شہید وحی رسالت کے بارے میں کہتے ہیں کہ وحی اور رسالت جن حقائق کے اثبات کے لیے آئے۔ ہیں ان کو سائنس کے ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش ایک بے جا کوشش ہے کیونکہ وہ سائنس کے دائرہ سے باہر ہیں سائنسی طریقہ تحقیق ان حقائق کے انکشاف یا اثبات کے لیے موزوں نہیں وہ لکھتے ہیں:

"عہد حاضر کے بہت سے مفسرین نے تقریب ذہن کے لیے وحی کو سائنس کے ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ہم اس طریقہ استدلال کے سرے سے قائل ہی نہیں اس لیے کہ سائنس کا ایک مخصوص میدان ہے اور سائنس کے طریقے اسی میدان کے طریقے اسی میدان کے لیے موزوں ہیں۔ سائنس کی دنیا الگ ہے اور اس کے ذرائع تحقیق وتفتیش اسی دنیا کے لیے

کارگر ہیں سائنس نے کبھی یہ دعوی نہیں کیا کہ روح کے بارے میں بھی کہ اس کو ثابت شدہ چیز معلوم ہے کہ یہ چیز اس کے دائرہ عمل میں داخل ہی نہیں۔ یہ ایسی چیز نہیں جیسے جانچ پر کھ کر ان مادی طریقوں سے معلوم کیا جاسکے جس کے وسائل سائنس کو حاصل ہیں یہی وجہ ہے کہ سائنسی طریقہ تحقیق کے پابند علم نے ہمیشہ روحانیت کے میدان میں کسی یقینی چیز کے جاننے کا ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں سوائے ان حقائق کے جو قرآن وحدیث کے یقینی ذرائع سے ہم تک پہنچے ہیں۔"[38]

خطبات ذاکر نائیک میں ہے کہ قرآن مجید سائنس کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ نشانیوں (signs) کی کتاب ہے جیسا کہ ابتداء میں بیان کیا گیا ہے یہ نشانیاں انسان کو زمین پر اپنی موجودگی کا مقصد سمجھنے کے لیے دعوت فکر دیتی ہیں اور فطرت سے ہم آہنگ زندگی گزارنے کے لیے بھی قرآن مجید درحقیقت کائنات کے خالق اور رازق اللہ جل جلالہ کی طرف سے ایک پیغام ہے یہ اپنے اندر خدائی وحدانیت کا وہی پیغام رکھتا ہے جس کی تبلیغ حضرت آدمؑ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک سبھی انبیاء کرامؑ نے کی۔[39]

سید قطب کہتے ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب عقل و وحی اور سائنس اور قرآن کے موضوعات الگ الگ ہیں تو ان باتوں کے سلسلہ میں صحیح رویہ کیا ہے جو بظاہر دونوں کے مواد میں مشترک ہیں کبھی قرآن ایسے امور سے بحث کرتا ہے جسکی بابت حقیقت کی تلاش سائنس کا موضوع قرار پائی اور کبھی سائنس ایسے حقائق یا نظریات سامنے لاتی ہے جن کا تعلق قرآن میں مذکور باتوں سے بھی ہے یہی وہ نازک مقام ہے جس میں ہمارا فکر بسا اوقات صحیح راہ سے ہٹ جاتا ہے۔ سید قطب کا جواب یہ ہے کہ قرآن کے مخصوص بیانات کو سائنس کے نظریات پر محمول کرکے ان کے مطابق ان کی توجیہہ و تعبیر مناسب نہیں ہے۔ قرآن میں جہاں کائنات کے بارے میں کوئی بیان ہے تو اسے اسی اجمال کے ساتھ تسلیم کرلینا چاہیے جن کے ساتھ وہ بیان آیا ہو سائنس کے نظریات کے مطابق ان کی شرح و تفصیل مناسب نہیں۔[40]

ڈاکٹر محمود احمد غازی اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ ایک اور رجحان جو بیسویں صدی میں بہت نمایاں ہوا وہ سائنسی تفسیر کا رجحان تھا اگرچہ قرآن مجید نہ سائنس کی کتاب اور نہ طب کی لیکن لوگوں نے محسوس کیا کہ قرآن مجید میں سائنسی نوعیت کے بیانات بھی آئے ہیں اس لیے ان پر بھی الگ سے تحقیق کی ضرورت ہے اس میدان میں سب سے نمایاں کام مصر کے علامہ طنطاوی جوہری کا ہے۔ علامہ جوہری نے جواہر القرآن کے نام سے ایک بہت مفصل تفسیر لکھی۔ اس میں انہوں نے اس کتاب میں کوشش کی ہے کہ یہ دیکھائیں کہ قرآن میں جتنے سائنسی بیانات آئے ہیں۔ ان کی اب تک کے تجربہ اور سائنسی تحقیقات سے تائید ہوگئی ہے۔ اکثر و بیشتر علما اس سے اتفاق نہیں کرتے مجھے بھی اس اسلوب سے اتفاق نہیں ہے قرآن مجید سائنس کی کتاب نہیں ہے بلکہ ہدایت اور راہنمائی کے لیے اتاری گئی ہے یہ کتاب انسانوں کی اخلاقی اور روحانی زندگی کی بہتری کے لیے نازل کی گئی ہے قرآن مجید کا یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ انسانی ایجادات کے لیے راہنمائی فراہم کرے۔ اس کام کے لیے وحی الہی کی ضرورت نہیں تھی۔ وحی الہی کی ضرورت وہاں پڑتی ہے جہاں انسانی عقل اور تجربہ کام نہ کرسکے۔ اب اگر زبردستی کسی سائنس تجربے کو قرآن کے ساتھ ملادیں اور 50 سال بعد وہ سائنسی تجربہ غلط ثابت ہو تو پھر آپ کیا کہیں گے[41]۔

الغرض کہ بعض علماء نے قرآن کریم کی تفسیر میں سائنسی شواہد کے استعمال پر تنقید کی ہے اور اسے پسندیدہ قرار نہیں دیا۔

حاصل بحث:

اگرچہ قرآن کریم کی سائنسی شواہد سے تفسیر کرنے میں علماء میں اختلاف ہے جیسا کہ اوپر اسے جائز قرار دینے والے حضرات اور اس بارے میں تحفظات کا اظہار کرنے والے دونوں گروہوں کا ذکر ہوا ہے اور ان کے دلائل اور نقطہ نظر کو بیان کیا گیا ہے لیکن امر واقع یہ ہے کہ کچھ علماء نے ایک معتدل اور متوازن رویے کی نشاندہی بھی کی ہے۔ڈاکٹر ذاکر نائیک کہتے ہیں کہ:

”میں سائنس کی مدد سے قرآن کو خدا کا کلام ثابت کرنے کی کوشش نہیں کر رہا۔ جو میں کوشش کر رہا ہوں وہ یہ کہ جب میں کوئی دلیل بیان کرتا ہوں تو قرآن کی عظمت ظاہر کرتا ہوں کہ آپ کی سائنس نے جو بات کل بتائی تھی۔ قرآن نے ہمیں 1400 سال پہلے بتادی تھی۔ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ہمارا پیمانہ مسلم پیمانہ ہے۔ قرآن آپ کے پیمانہ سائنس کی نسبت کہیں زیادہ برتر ہے اس لیے آپ کو قرآن پر ایمان لانا چاہیے جو کہ بہت برتر ہے۔“[42]

ڈاکٹر فضل کریم کچھ یوں رقمطراز ہیں:

> ”اس امر سے قطعی انکار نہیں کہ قرآن حکیم سائنس کی کتاب نہیں ہے اور یہ قطعاً کوشش نہیں کی گئی کہ قرآن حکیم کو فزکس، کیمسٹری یا کائنات کی ایک کتاب کی حیثیت سے سمجھا جائے اور نہ ہی اس میں بیان کردہ اخلاقی قوانین پر جدید سائنس کے طبیعی قوانین کا اطلاق کر کے ان کی نئی توجیحات پیش کی گئی ہیں اور وہ باتیں نہیں کہی گئیں جو قرآن میں موجود ہی نہیں ہیں۔ قرآن حکیم کو اپنی رہنما کتاب کی حیثیت سے ہی مانا جائے گا اور اس کی اپنی بتائی ہوئی حیثیت سے ہی مانا جائے گا“[43]

ڈاکٹر فضل کریم مزید لکھتے ہیں کہ میر انقطہ نگاہ یہ ہے کہ جب کوئی سائنسی نظریہ (تھیوری) اپنے مشاہدہ اور سائنسی تجربات کے نتائج کے اعتبار سے قرآن میں دیئے گئے سائنسی حقائق سے قریب تر ہو جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ نظریہ درست ہو گا چنانچہ سائنس کو قرآن کے پیچھے پیچھے چلنا چاہیے اور اگر قرآن کے حقائق سے متصادم ہو تو پھر سائنس دانوں کو مزید تحقیق اور جستجو کی ضرورت ہے قرآن حکیم کے قوانین ابدی اور لافانی ہیں اور آنے والے وقتوں پر (آنے والی صدیوں پر) محیط ہیں مگر سائنس کے قوانین اور ان کے نتائج عارضی ہوسکتے ہیں ممکن ہے کوئی اور سائنس دان موجودہ نظریہ سے بہتر اور ارفع نظریہ پیش کردے جو قرآنی شواہد کے عین مطابق ہو۔ڈاکٹر فضل کریم کہتے ہیں سائنس کی تعلیم کبھی بھی انبیاء کرام کے فرائض منصبی میں شامل نہیں رہی رسول کریم ﷺ کے فرائض قرآن مجید کی متعدد آیات میں نہایت وضاحت سے بیان کیے گئے ہیں۔ انکے مطابق آپ کی ذمہ داری وحی الہی یعنی قرآن مجید کو لوگوں تک پہنچانا، ان کو احکام شریعت اور حکمت کی تعلیم دینا اور ان کے اخلاق و کردار کا تزکیہ کرنا تھا مادی تعلیم آپ کی ذمہ داری نہ تھی اس بات کو آپ نے واضح طور پر بیان بھی کیا۔[44]

الغرض سائنس میں عام طور پر مدلول کو ثابت کرنے کے لیے استقرائی اور استخراجی طریقہ استعمال ہوتا ہے اور اسلامی تعلیمات ان دونوں طریقوں کو درست قرار دیتی ہیں استقراء میں ہم کئی خاص واقعات سے نتائج اخذ کرتے ہیں۔ جن کا اطلاق عام

واقعات پر ہوتا ہے اور پھر ایک خاص اصول کو اخذ کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے عقیدہ توحید ایمان بالآخرت اور ایمان بالرسالت کی وضاحت میں اس طریقہ کار کو کثرت سے استعمال کیا ہے یعنی قرآن حکیم مختلف دلائل اور شواہد پیش کر کے انسان کو ایک ہی نتیجہ اخذ کرنے کی طرف لے آتا ہے۔ جبکہ استخراجی طریقہ کار میں استدلال کا رخ عمومی سے خصوصی کی طرف ہوتا ہے مسلم علماء نے قرآن فہمی اور شرعی احکامات کی تفصیلات بیان کرنے کے لیے استخراجی طریقہ کار بہت زیادہ استعمال کیا اور نصوص سے کثرت کے ساتھ احکام مستنبط رکیے ہیں گویا قرآن حکیم اگرچہ استقرائی یا استخراجی طریقہ کار کی کتاب نہیں ہے لیکن بہر حال قرآن وسنت استدلال کے ان دونوں طریقوں کے خلاف بھی نہیں ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1]۔ طفیل ہاشمی، محمد، ڈاکٹر، **مسلمانوں کے سائنسی کارنامے**، (اسلام آباد: اسلامیہ پبلی کیشنز، 1998ء)، ص:16۔

Tufail Hashmi, Mohammad , Dr, Musalmanoon ke scienci kar name, (Islamabad : islamia Pbli kishnz, 1998),S: 16 .

[2]۔ رفیع الدین، محمد، ڈاکٹر، **اسلام اور سائنس**، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان میکلوروڈ، 1982ء)، ص:1۔

Rafi Aldeen , Mohammad , Dr, Islam aur science, (Lahore : Iqbal akadmi Pakistan1982 ,), S : 1 .

[3]۔ فضل کریم، ڈاکٹر، **قرآن اور جدید سائنس**، (لاہور: فیروز سنز، 1999ء)، ص:35۔

Fazl kareem, dr, Quran aur Jadeed Science, (Lahore : feroz sons, 1999),S: 35 .

[4]۔ رفیع الدین، ڈاکٹر، **اسلام اور سائنس**، ص:1

Rafi Aldeen ,Islam aur science,S : 1 .

[5]۔ سڈنی، محمود علی، ڈاکٹر، **فلسفہ، سائنس اور کائنات**، لاہور: نگارشات، 1995ء)، ص:16-17۔

Sydney, Mahmood Ali ,Dr, Falsafah, science aur kaayenaat, Lahore : nigarshaat, 1995),S:16-17.

[6]۔ ڈاکٹر محمود علی، **فلسفہ، سائنس اور کائنات**، ص:17۔

Sydney,Falsafah, science aur kaayenaat,S:16-17.

[7]۔ طفیل ہاشمی، **مسلمانوں کے سائنسی کارنامے**، ص:18۔

Tufail hashmi, Musalmanoon ke scienci karname,S:18 .

[8]۔ النساء82:04۔

An-Nisa,04:82.

[9]۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، حافظ، **تفسیر قرآن العظیم**، مولانا محمد جوناگڑھی (مترجم) (کراچی: نور محمد کارخانہ،)1/71۔

Ibn kaseer, ismael ban Umar , Hafiz ,Tafseer Al-Quran al-azim, molana Mohammad Joona garhi (mutrajim) (Karachi :Noor Mohammad karkhana,) 1 / 71 .

[10]۔ محمد47:24۔

Muhammad,47:24.

[11]۔ آل عمران3:190۔

Al-Imran,03:190

[12]۔ الغاشیہ88:17۔

Al-Ghaashiyah,88:17.

[13]۔ الغاشیہ88:18۔

Al-Ghaashiyah,88:18.

[14]۔ الرعد13:04۔

Al-Ra,d,13:04

[15]۔ النحل16:68۔

Al- Nahal,16:68.

[16]۔ ہارون یحیٰی، **اللہ کی نشانیاں عقل والے کے لیے**، ڈاکٹر تصدق حسین راجا(مترجم)، (لاہور: ادارہ اسلامیات اسلامک ریسرچ سنٹر، 2001ء)، ص:27۔

Haroon yahya, Allah ki nishanain aqal walay ke liye, Dr Tassadaq Hussain raja (mutrajim), (Lahore : idaara aslamyat islamic reserch center, 2001),S 27 .

[17]۔ ذاکر نائیک، **قرآن کریم فرمان خداوندی**، مترجم: سید خالد جاوید (لاہور، بیکن بکس، 2007ء)، ص:50۔

Zakr naik, Quran kareem farmaan khuda wandi, mutrajim : syed Khalid Javed (Lahore , bekon box, 2007), s : 50 .

[18]۔ النحل16:69۔

Al- Nahal,16:69.

[19]۔ ذاکر نائیک، **قرآن کریم فرمان خداوندی**، ص:52۔

Zakr naik,Quran kareem farmaan khuda wandi, s:52 .

[20]۔ الجاثیہ45:، 5-3۔

Al-Jasiya, 45:3-5.

[21]۔ ابن کثیر، عماد الدین، علامہ، **تفسیر ابن کثیر**، 5/60۔

Ibn kaseer, Tafseer Al-Quran al-azim,5 /60 .

[22]۔ رفیع الدین، محمد، ڈاکٹر، **قرآن اور علم جدید** (احیائے حکمت دین)، (لاہور: آل پاکستان ایجوکیشن کانگریس، 1986ء) ص:11-12۔

Rafi Aldeen , Mohammad , dr, quran aur ilm jadeed (ahya-e hikmat deen), (Lahore : all Pakistan education congress, 1986ء) s : 11-12 .

[23]۔ابن ماجہ، محمد بن یزید، **السنن**، کتاب الزھد، باب الحکمۃ، (بیروت: داراحیاء دارالکتب العربیہ) رقم الحدیث:1395۔

Ibn Maja, Mohammad ban Yazid ,Al-Sunan, kitaab Al-Zuhad, baab alhkmh, (bairout :Dar Ihaya ,Dar-ulkutuub, Al Arabia) raqam al-hadith : 1395 .

[24]۔ندوی شہاب الدین، مولانا، **قرآن سائنس اور مسلمان**، (لاہور: المکتبۃ العربیہ، الاشرفیہ، 1988ء)، ص:35-36۔

Nadvi Shahab Al-deen , Molana, Quran science aur musalman, (Lahore : Al Arabia Al-ashrfiya,1988 ,),S : 35-36 .

[25]۔ایضاً

Same

[26]۔ایم اے عظیم، ڈاکٹر، **قرآن اور سائنس** (لاہور: یونائیٹڈ پبلشرز، س ن) ص:5۔

M.A Azeem, Dr, Quran aur science (Lahore:United Publishers)S: 5 .

[27]۔الفاطر 35:53۔

Al-Fatir,53:35

[28]۔آل عمران 190:03۔

Al-Imran,03:190

[29]۔ذاکر نائیک، ڈاکٹر، **ذاکر نائیک کے فیصلہ کن مناظرے**، انجم سلطان شہباز، سید علی عمران، (جہلم بک کارنر، س ن)، ص:222۔

Zakr Naik, Dr, Zakr Naik ke Faisla kin Munazray, Anjum Sultan Shahbaz , syed Ali Imran , (Jehlum buk corner, seen noon), S: 222

[30]۔ایضاً

Same

[31]۔بوکائے موریس، **بائبل، قرآن اور سائنس**، ثناالحق صدیقی (مترجم)، (ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیہ، 1985ء) ص:144۔

Morees Bokay, Bible,Quran aur Science, Sana Al Haq Siddiqui (mutrajim), (idaara al quran o al-aloom islamia, 1985) S:144 .

[32]۔بوکائے موریس، **بائبل، قرآن اور سائنس**، ص:148۔

Morees Bokay, Bible,Quran aur Science,S :148 .

[33]۔زرکلی، خیر الدین، **العلام**، (مصر، دارالعلم للملائین، 2002ء)، 3/230۔

Al-Zarkli ,kher Aldeen ,Al-aelam,(misar, darul aloom Lilmlaeen,2002 ,), 3 / 230 .

[34]۔حریری، غلام احمد، **تاریخ تفسیر و مفسرین** (فیصل آباد، ملک سنز، 1989ء) ص:643۔

Hurairi ,Ghulam Ahmed , Tareekh Tafseer o Mufsrin (Faisal abad, malik sons, 1989)S: 643 .

[35]۔ غلام احمد حریری، **تاریخ تفسیر و مفسرین**، ص:645۔

Hurairi,Tareekh Tafseer o Mufsrin,S: 645 .

[36]۔ **ملک غلام حیدر، احوال التفاسیر** (لاہور: حق سنز، س ن) ص:95۔

Malik Ghulam Haider , Ahwaal-ul-tafaseer (Lahore : Haq sons)S: 95 .

[37]سید قطب، **قرآن اور سائنس**، پروفیسر نجات اللہ صدیقی اور سلطان احمد اصلاحی (مترجم)،(لاہور: مومن پبلشرز،1982ء)، ص:11-12۔

Syed Qutub, Quran aur Science, Professor Nijaat Allah Siddiqui aur Sultan Ahmed Islahi (mutrajim), (Lahore : Momin Publishers, 1982)S: 11-12 .

[38]۔ **ایضاً**

Same

[39]۔ ذاکر نائیک، **خطبات ذاکر نائیک**، فاضلہ مصباح اکرم (مترجم)،(لاہور: عبد اللہ اکیڈمی،2009ء) ص:149۔

Zakr Naik, khutbaat zakr naik, Fazila Misbah akram (mutrajim), (Lahore : abdullah academy, 2009) S:149 .s

[40]۔ سید، قطب، **قرآن اور سائنس**، ص:13۔

Syed Qutub, Quran aur ScienceS:13 .

[41]۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، **محاضرات قرآنی**،(لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب،2008ء)، ص:249۔

Ghazi, Mahmood Ahmed , Dr,Muhazirat-e- Qurani, (Lahore ,Al-fisl Nashiran ,2008),S: 249 .

[42]۔ ذاکر نائیک، **ذاکر نائیک کے فیصلہ کن مناظرے**، ص:224۔

Zakr Naik, Dr, Zakr Naik ke Faisla kin Munazray, S: 224

[43]۔ فضل کریم، ڈاکٹر، **قرآن اور جدید سائنس**،(لاہور: فیروز سنز،1999ء) ص:55۔

Fazl kareem, Dr, Quran aur Jadeed Science,S :55 .

[44]۔ آفندی حسین، **سائنس اور اسلام**، سید محمد اسحاق علی (مترجم)،(لاہور: ادارہ اسلامیات،1984ء) ص:25۔

Afandi Hussain,science or Islam,Syed Mohammad Ishaq Ali(mutrajim),(Lahore :idaara aslamyat, 1984)S 25 .